# ایمان والحاد


محمد صدیق ازہری

خادم مدرسہ برکات مصطفیٰ

رامپر ابڑا کچھ گجرات



شعبۂ نشر واشاعت

مدرسہ برکات مصطفیٰ
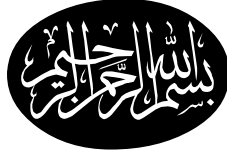
# شرف انتساب

جن کی نگاہ کرم نے بنجر زمین (کچھ) کو سرسبز وشاداب بنادیا

جن کی شفقت ورحمت سے دنیا کی محبت میں غرق لوگوں نے

دین وشریعت کو جانا

میں اپنی پہلی کوشش کو اپنے **پیرومرشد سید احمد شاہ بخاری قادری** (اللہ تعالی آپ کو عمر دراز عطا فرمائے) کی بارگاہ میں نظر کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

محمد صدیق ازہری

22 دسمبر 2014

الحمد لله الذی أرشدنا إلی الحق و أرسل نبیه الکریم داعیا للخیر و هادیا للأمم والصلوة و السلام علیه علی آله و صحبه أجمعین

## امابعد

یہ رسالہ "ایمان و الحاد" در حقیقت الحاد کو جاننے اور اسے سمجھنے کے لیے ایک مقدمہ ہے اور الحاد آج نوجوانوں میں جس تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اسے کم کرنے اور روکنے کی ایک مخلص کوشش ہے ، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ و طفیل میں قبول فرمائے۔آمین

**محمد صدیق ازهري**

میں اپنی روزانہ کی عادت کے مطابق انٹرنٹ پر اخبارات پڑھ رہا تھا عالم اسلام کی خبریں اور اسلامی ممالک کے حالات عربی اخبارات اھرام ،الوطن العربی ، الیوم السابع ، وغیرہ کے ذریعہ معلوم کرنا میرا ہر روز کا طریقہ ہے ایک اخبار کی سرخی نے مجھے سکتے میں ڈالدیا، تھوڑی دیر کے لئے میرا ذہن و دماغ سن ٦٤٠ ق۔م۔ میں گھومنے لگا، جب اولِ فلاسفہ طالیس (624-546) پانی کو کائنات (دنیا) کی اصل کا درجہ دیتا ہے ، انکسماندر (610-547) ابیرون ((Apeiron) کو وجود و موجودات کی اصل ٹھہراتا ہے انکسمانس (524 -588) ہوا کو اور ھرا قلیطس (540-440) اگنی کو کائنات کا خالق (پیدا کرنے والا) گنتے ہیں، انکے اسی نظریہ (خیال) کی بنیاد پر انہیں طبیعی فلاسفہ کہا جاتا ہے، کچھ عرصہ بعد اکراگاس نام کے مقام (جگہ) میں انبادو قلیطس (٤٣٠-٤٩٠) کا ظہور

ہوتا ہے ، صقلیہ کے جنوبی ساحل پر واقع یہ شہر بہت خوبصورت اور تھذیب کا گھوارہ سمجھا جاتا تھا، مذکورہ بالا (اوپر ذکرکیے ہوئے) فلسفی نے فلسفہ طبیعت کی نشات ثانیہ (دوسری بار پرورش) کی، اور عناصر اربعہ پانی، آگ، ہوا، مٹی کو تمام اشیاء (چیزوں) کی اصل ٹھہرایا۔

تراقیا کے ابدیرا شہر میں سن ۴۷۰ ق۔م۔ ڈیموقریطس کی ولادت ہوئی اور یہ علم و معرفت سے بڑا شغف (بے حد محبت) رکھتا تھا اسی نے نظریہ ذریہ[1] کی بنیاد رکھی اگرچہ لوقیبوس کو مذہب ذری کا مؤسس (بنیاد رکھنے والا) مانا جاتا ہے لیکن ڈیموقریطس نے اسے ترتیب و تزیین (زینت) دیکر شہرت دی اور اسے پھیلایا ،انساگوراس نے ڈیموقریطس کی پیروی کرتے ہوئے اسی منہج و نظریہ کو ترقی دی اگرچہ مذہب کے قوانین میں کہیں ڈیموقریطس سے اختلاف بھی کیا ہے،

نظریۂ ذری نے گراوٹ و پستی کا زمانہ بھی دیکھا جب شہیدِ فلسفہ سقراط نے اسکار دکیا، ارسطو نے لفظی اور منطقی مسلسل حملے کئے، جو کافی شدید تھے جسکی بنیاد پر کئی صدیوں تک یہ نظریہ پوشیدہ اور چھپا رہا۔

اٹھارہویں صدی میں یورپ کے فلاسفہ و مفکرین نے اسے نئی زندگی بخشی ،اور منطق ارسطو ضعیف ہو کر در بدر اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگی جبکہ منطق حدیث کو مقبولیت و شہرت نصیب ہوئی، جسے ہم علم تجربی اور science کے نام سے جانتے ہیں، یہاں اس بات کی طرف تنبیہ ضروری ہے کہ علم تجربی اس مدت میں بالکل ختم نہیں ہوا تھا بلکہ عالم اسلام نے اسے ایک بار ترقی دی تھی ،ڈیکارٹ و کینٹ خود اس بات کو مانتے ہیں ہیں کہ انہوں نے اس منہج کو اندلس کی درسگاہوں سے حاصل کیا، لیکن جب اس منہج نے یورپ میں ترقی پائی تو

ساتھ ہی کچھ اہم مشکلات (پریشانیاں) بھی پیدا ہوئیں، ان پریشانیوں میں سے سب سے بڑی پریشانی جو انسانی دنیا کو اپنے لپیٹ میں لے رہی ہے وہ الحاد ہے، الحاد، لادینیت، Atheism ہم معنی لفظ ہیں۔

اخبار کی سرخی بھی اسی تعلق سے تھی کہ الحاد بڑی تیزی سے انسانی آبادی کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے خصوصًا عالم اسلام میں اپنے حلقہ کو بہت پھیلا چکا ہے، لفظ الحاد سے مجھے اجتماعی ویب سائٹس کے وہ مجموعات (گروپس) ذہن میں آئے جن کی لینکس کچھ وقت پہلے میرے ایک عرب دوست نے بھیجی تھی اس کا کہنا تھا کہ اس میں پھیلائی جانے والی باتوں کو دیکھیں یہاں ملحدین کی ایک جماعت ہے جو بلا ناگاں حقیقت کو چھوڑنے کی کوشش کرتی ہے اور الحاد کی دعوت و تبلیغ میں سرگرم رہتی ہے، ساتھ ہی مصر میں دورانِ قیام الحاد کے متعلق چند کتابیں

زیر مطالعہ رہیں تھیں، جامعہ ازہر کے شعبہ عقیدۂ و فلسفہ میں الحاد کے متعلق کچھ مواد نصاب تعلیم میں داخل تھا، ان اسباب کی بنیاد پر قلم کو اس رخ جنبش دی ہے۔

مندرجہ ذیل سطور کی ترتیب اس طرح ہے

فصل اول : الحاد کی تعریف و اقسام کے بیان میں

فصل دوم : وجود الٰہی پر دلیلیں

فصل سوم : ایمان و سائنس کے درمیان رابطہ کے بیان میں

فصل چہارم : ملحدین کی تعداد اور اسباب انتشار

خاتمہ : علماء و مفکرین اسلام کی بے توجہی کے نقصانات کے بیان میں

* * *

# فصل اول

الحاد کی تعریف : الحاد کا لغوی معنی حقیقت سے منہ پھیرنا ، حق سے رو گردانی کرنا ہے

علامہ زبیدی نے تاج العروس میں لکھا ہے " اِلحَد : مَالَ وعَدَلَ " [2] الحاد کیا : بے رغبت ہوااور پلٹ گیا اور امام جوھری نے صحاح میں یہی معنی بیان کئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں "اِلحَدَ فی دِیْنِ اللہِ، اِیْ حَادَ عَنہُ وعَدَلَ " [3] (اللہ کے دین میں الحاد کیا، یعنی اس سے منہ موڑااور پلٹ گئے )اور اصطلاح و عرف میں الحاد کا استعمال مختلف صدیوں میں بدلتا رہاہے، عصور ظلام [4] میں ملحد ہراس شخص کو کہا جاتا تھا جو گرجا گر کی جانب سے لوگوں کو دی جانی والی ہدایت سے الگ اپنا راستہ خود سے بنائے اور گرجا گر کی باتوں کا خیال نہ رکھے [5] عالم اسلام میں مذہب مانویہ [6] کے ماننے والے کو ملحد و زندیق کہا جاتا تھا جیسا کہ

تاریخ طبری ج ۳ ص ۵۸۸ پر مذکور ایک روایت کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے(7)، پھر اس کا استعمال اس قدر عام ہوا کہ ہر وہ شخص جو مذہب اہلسنت والجماعت سے الگ ہوا الحاد و زندقہ میں داخل ہوا، پھر اس خیال میں اور زیادہ پھیلاؤ ہوا یہاں تک کہ اٹھارہویں صدی میں ملحد اس شخص کو کہا جانے لگا جو وجود الٰہی کا انکار کرے۔

الحاد کی اصطلاح میں پوشیدگی سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ الحاد سے مراد لی جانے والی معنی سمجھنے کے لئے اس کے آگے و پیچھے کی عبارت اور استعمال کی جگہ اور زمانے کا بڑا دخل ہے اسکے باوجود کچھ لغتوں میں الحاد کی تعریف بیان کی گئی ہے المعجم الفلسفی میں مادۂ الحاد کے تحت لکھا ہوا ہے

"اَلِالْحَادُ مَذْہَبُ مَنْ یُنْکِرُوْنَ الاُلُوْہِیَۃَ وَالْمُلْحِدُ غَیْرُ مُؤمِنٍ وھٰذَا مَعْنیٰ شَائِعٌ فِی تَارِیْخِ الْفِکْرِ الْاِنْسَانِی"(8)

ترجمہ: الحاد ان کامذہب جو خدائیت کاانکار کرتے ہیں اور ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی بھی خدا، پروردگار کا قائل نہ ہو اور یہی معنی فکر انسانی کی تاریخ میں مستعمل ہے
آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے چھپی جولین بگینی (Julian Baggini) کی کتاب " الحاد ، ایک مختصر تعارف " (Atheism A very short introduction) میں ملحد کون ہے کے جواب میں ہے " A person who believes there is no god or gods "[9] ملحد وہ شخص ہے جو ایک یا کئ خدا کے موجود نہ ہونے پر پر یقین رکھتا ہو اور اسی سے قریب معنی کیمبریج یونیورسٹی کی ڈکشنری میں موجود ہے۔
مصری ملحد اسماعیل احمد ادھم نے اپنی کتاب "لِمَاذَااَنَامُلحِدِ" میں اپنے الحاد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے

” الإِلْحَادُ هُوَ الْإِيْمَانُ بِأَنَّ سَبْبَ الْكَوْنِ يَتَضَمَّنُهُ الْكَوْنُ ذَاتُهُ وَ أَنَّ ثَمَّةَ لَا شَيْئَ وَرَاءَ هذَا الْعَالَمِ "[10]

الحاد اس بات پر یقین کو کہتے ہیں کہ کائنات کا سبب خود کوئنات ہے اور اس عالم کے علاوہ کسی بھی چیز کا وجود نہیں ہے۔

الحاد کے اقسام وانواع الگ الگ اعتبار سے کئ ایک ہیں

اولًا: بحیثیت ایجاب وسلب کے دو قسمیں ہیں (١) الحاد ایجابی (٢) الحاد سلبی

(١) الحاد ایجابی: (Positive Atheism) :-اس الحاد کا ماننے والا پورے بھروسے وتاکید کے ساتھ اللہ کے وجود کا انکار کرتا ہے، اور وجودِ الٰہی جیسی فکر ورائے کو وہم وانسانی بناوٹ مانتا ہے

(٢) الحاد سلبی: (Negative Atheism) :-اس قسم کا الحاد سلبی یعنی میں نہیں جانتا کہ خدا موجود ہے یا نہیں اور نہ

ہی مادی دلیل اسے ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے مگر واضح دلیلوں کے اس پر کھلنے سے اسکے ایمان خداوندی کا امکان ہے ، ممکن ہے کے وہ مومن ہو جائے۔

افلاطون نے اپنی کتاب الجمھوریۃ میں الحاد کی تین قسمیں بیان کی ہیں (11)

(۱) الوہیت و خدائیت کا صاف انکار، جیسا کہ یونان کے فلاسفۂ طبیعت نے کیا اور تقریبًا انہوں نے ہی اس طرح کے الحاد کی بنیاد رکھی

(۲) عنایت و اہتمام خداوندی کا انکار: یعنی خدا کے وجود کے ماننے کے بعد کائنات کے چلنے میں اسکی پہونچ و دخل کا منع کرنا، افلاطون کے نظریہ کے مطابق یہ بھی الحاد ہے کیونکہ اس کا ماننے والا گویا کہ خدا کے سست ہونے کا قائل ہے جو اپنا کام ذمہ داری اور صحیح طور پر انجام دینے سے معذور ہے،

گو کائنات کو پیدا کیا انسان کو وجود بخشا پھر اپنا رخ پھیر بیٹھا لہٰذا یہ خدائیت پر الزام و بہتان ہے اور یہی الحاد ہے۔

(۳) قربانیاں اور قرابین کا الحاد : اس الحاد کا یقین رکھنے والا اس بات کو کہتا ہے کہ خدا کی رضا و خوشنودی کو قربانیوں کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح اس کے غضب و قہر کو دور کیا جاسکتا ہے، افلاطون کی نظر میں یہ قول اس کے برابر ہے کہ دنیا میں قاضی و جج کی دل و ضمیر کو بھاری بھر رقم دے کر خریدا جاسکتا ہے ایسے ہی خدا کی ذات ہے، گو یہ بھی الحاد ہے۔

فرانس کے ملحد ناول نگار ڈینیس ڈیڈروٹ Denis Diderot (1713۔1784) نے بھی ملحد کی تین قسمیں بیان کی ہیں [12]

(ا) ملحد حقیقی : جو خدا کے وجود کا منکر ہو اور اس رائے تک جستجو و تلاش اور دلیلوں کے ذریعے پہونچا ہو۔

(۲) ملحد متردد: جو لاادریہ (میں نہیں جانتا) کی منزل میں ہو یایوں کہیں کہ شک کی منزل میں ہے اسے نہیں معلوم کے خدا موجود ہے یا نہیں۔

(۳) ملحد متمنی: جو یہ تمنا کرتا ہے کہ کاش خدا موجود نہ ہو، تاکہ اپنی شہوات نفسانیہ کی پیروی اور بے پردگی اور بداخلاقی میں آگے آگے رہے اور کسی قسم کی گرفت و پکڑ کا کوئی خوف وڈر نہ ہو۔

* * *

# فصل دوم

الحاد وجود الٰہی کے نہ ماننے اور ایمان وجود الٰہی پر یقین رکھنے کا نام ہے گو مومن خدا و پروردگار کے وجود کا دعویدار ہے اور علم مناظرہ کے قانون "البَیِّنَۃُ عَلَی المُدَّعِی" دلیل دعویدار پر ہے کے مطابق مومن سے دلیل کا مطالبہ و مانگ کی جائے، ایک زمانے تک ملحدین سے الحاد پر دلیل قائم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا رہا لیکن یہ امر سمجھ میں آنے والا نہیں ہے مومنین اس بات کے حقدار ہیں کہ پروردگار کے موجود ہونے پر دلیل و برہان قائم کریں او رمذہب اسلام میں تقریبًا دوسری صدی سے معتزلہ ، اشاعرہ ، ماتریدیہ اللہ کے وجود پر دلیلیں قائم کرتے آرہے ہیں۔

مذہب اشاعرہ میں علامہ ایجی نے کتاب المواقف ص ۲۶۶ اور علامہ تفتازانی نے شرح المقاصد کے مقصد خامس میں اللہ

کی ذات کے موجود ہونے کو ثابت کرنے کے لئے دو طریقے اپنائے ہیں جو صرف منطقی اور فلسفی طریقے ہیں۔

علامہ آمدی نے ابکار الافکار میں ص 225 پر وجودِ الٰہی پر معرکۃ الآراء بحث کی ہے۔

ماتریدیہ میں علامہ نسفی نے تبصرۃ الادلہ میں ص 22 اور کمال الدین ابن ھمام نے مسایرہ میں الاصل الاول العلم بوجودہ تعالیٰ (پہلی اصل اللہ کے وجود کے علم کے بارے میں) کے نام سے علیحدہ فصل میں خدا تعالی کے وجود پر بادلیل بحث کی ہے علامہ میمون بن محمد نسفی نے بحر الکلام میں ص 87 سے ص 122 تک اللہ کی ذات کے متعلق مختلف باتوں پر گفتگو کی ہے۔

یہ تو ہمارے سلف صالحین نے اس وقت کے علوم مثلاً منطق ارسطو و فلسفہ کے ذریعے وجودِ الٰہی پر دلیلیں قائم کیں،

ریاضیات و فنرکس کے اس زمانے میں اس زمانے کے علوم کے حوالے سے علم العقیدہ والکلام کی اس بحث کو بھی نیا رنگ نصیب ہونا چاہیئے، اس جانب چند علما اہلسنت کی پیش قدمیاں روشن مستقبل کی طرف واضح اشارہ کر رہی ہیں۔

وجود الٰہی پر ہم مجمل طور پر صرف دو دلیلیں بیان کر رہے ہیں

(ا) دلیل اول: اس دلیل کو عربی میں تصمیم ذکی اور تصمیم رشید کہا جاتا ہے اور انگریزی میں Intelligent Design کہا جاتا ہے اس دلیل کے لیے منطق ارسطو کی منتج ضرب میں صغریٰ و کبریٰ کی صورت اس طرح ہے

کائنات باتنظیم و باترتیب ہے

صغریٰ

اور ہر باتنظیم و باترتیب کو نظام و ترتیب دینے والے کا ہونا ضروری ہے

کبریٰ

لہذا کائنات کو کوئی نظام و ترتیب دینے والا ہے

نتیجہ
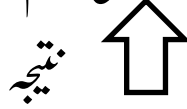
اب یہ نظام دینے والا کون ہے؟ کب سے ہے؟ کیسے ہے؟ کہاں ہے؟ ان تمام سوالوں کے جوابات سے ہمیں کوئی لگاؤ نہیں بلکہ ہمارا موضوع صرف پیدا کرنے والے اور وجود دینے والے کے ثبوت پر دلیل قائم کرنا ہے، یہاں پر ہمیں چند باتیں ذہن نشین ہونی چاہیئے۔

اولاً: ملحد ہو یا مومن دونوں علیت[13] کے قائل ہیں بلکہ مادی علوم تو مبدأعلیت پر قائم ہیں، لیکن ان علتوں کی تفصیل میں ملحد و مومن کے اختلاف کی شروعات ہوتی ہے اور یہ دو باتیں ہیں

امر اول: ملحد و مادی کے نزدیک علت فاعلیت[14] کا غیر متناہی (ان گنت) تک تسلسل ممکن ہے جبکہ مومن ہی نہیں

بلکہ سائنس بھی بگ بینگ Big Bang[15] کے نظریہ کی وجہ سے علت کے غیر متناہی تک تسلسل کے مخالف ہے اور اسی بگ بینگ کے نظریہ کے سبب ملحدین بھی اس بات کو ماننے لگے کہ علت فاعلی کی انتہا ہے اور کائنات کی ہر چیز کی ایک ابتداو شروعات ہے اور وہ علت فاعلی کہ کائنات جس تک ختم ہوتی ہے مادہ ہے، اور یہ مادہ الگ الگ خاصیتیں رکھتا ہے کہ جو مادہ کو ہر طرح کی چیزیں پیدا کرنے اور ڈیزائن دینے پر قدرت بخشتی ہیں ، مادہ کے خاصیتیں پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملحدین مادہ کو مومنین کے پروردگار کے برابر خاصیتیں دیتے ہیں گویا یہ کہنا صد فیصد درست ہے کہ مادہ معبودِ ملحدین ہے۔

امر ثانی: علت غائیہ[16] میں ملحد و مومن کا اختلاف ہے بایں طور کہ مومن کا اصل مقصد علت غائیہ سے ہوتا ہے یہاںتک کہ عظیم مقصد (ذات خدا) تک وصول (پہونچ) ہو

جبکہ سائنس غایت سے زیادہ بحث نہیں کرتی لیکن علما دین کے نزدیک یہ بحث بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اگرآپ کسی ان پڑھ انسان کے ہاتھ میں قلم دے دیں تو وہ حرف اور شکلیں ضرور لکھ سکتا لیکن تاریخ یا قوانینِ علم میں کوئی کتاب تصنیف نہیں کر سکتا اس طرح علت فاعلی و غائی کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔

ان امور کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب دلیل کی طرف لوٹتے ہیں، دلیل میں صغریٰ مشاہدہ و تجربہ پر مبنی ہے، ہم کائنات کو اپنی نظروں سے دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہر چیز نظام و ترتیب سے ہے۔

## صغری پر ملحدین کے اعتراضات اور ان کا رد

اعتراض: کائنات کی ہر چیز نظام و ترتیب پر نہیں ہے کیونکہ اگر ہر

چیز میں ہمیشہ نظام موجود ہوتا تو زلزلہ ، طوفان وغیرہ مصیبتیں نہ ہوتیں کیونکہ یہ چیزیں ہرگز کسی کے حق میں بہتر نہیں ہیں بلکہ جب ہم ان کے اسباب کی طرف جاتے ہیں تو ہمیں اس بات کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے کہ یہ نظام میں خلل واقع ہونا ہے

رد: اس اعتراض کا سلیس وآسان رد یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات میں زلزلے اور طوفانوں کی شکل میں نظام میں خلل ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس مکمل کائنات کو بغیر نظام و قانون کے سمجھا جائے کیونکہ اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ کائنات بے تنظیم ہے تو ہرگز سائنس کا وجود نہ ہوتا کیونکہ سائنس کے مطابق جب ہم کسی چیز پر ریسرچ کرنا چاہیں تو اس ماحول کا ریسرچ کے مرحلے میں کسی بھی قسم کے خلل اور پسماندگی سے دور ہونا ضروری ہے اور جس جگہ ماحول میں تبدیلی اور بدلاؤ آتا ہو وہاں

کسی بھی چیز پر تجربہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم پہلی مرتبہ تجربہ کریں گے تو جس ماحول سے متاثر ہو کر نتیجہ سامنے آئے گا وہ نتیجہ دوسری بار تجربہ کے وقت ماحول میں تبدیلی کے سبب بدل جائے گا، اور ہم دنیا میں دیکھ رہیں کہ بڑی بڑی ریسرچ کی کمپنیاں موجود ہیں اور بڑے بڑے سائنسداں بھی ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی یہ شکایت نہیں کی کہ دنیا میں خلل کے سبب ہماری کوئی بھی محنت کامیاب نہیں ہوتی لہذا پوری کائنات کو نظام وترتیب سے خالی تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔

اعتراض دوم: ہم نے انسانی بناوٹوں کو دیکھا تو ہمیں اس بات کا اندازہ ہوا کہ کوئی بھی بناوٹ، نظام اور باریکی سے خالی نہیں ہے اب اسی طرح سے ان چیزوں پر قیاس کرنا جو طبعی طور پر ہمیں پہلے سے یہاں موجود ملی ہیں قیاس مع الفارق[17] ہے

کیونکہ انسانی ایجادات کو ہم نے بناوٹ کی شروعات سے لیکر مکمل ہو جانے تک دیکھا ہے لیکن کائنات کا وجود ہمارے لیے یکدم ہے اور یہ تجربہ کرنے کے قابل ہی نہیں لہٰذا اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

جواب: یہ اعتراض اس وقت درست ہوتا جب ہم اس دلیل کو دلیل تجربی یا تمثیلی کے طور پر پیش کرتے لیکن یہ بات واضح ہے کہ دلیل تصمیم ذکی تجربی نہیں بلکہ عقلی ہے اسکے صغری کے تمثیلی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ کبری اس دلیل میں مہم ہے اور وہ صرف عقلی ہے (18)

دلیل دوم: **دلیل حدوث**

اس دلیل کو توحید کے ماننے وجود الٰہی پر دلیل قائم کرنے کے لیے کافی زمانے سے استعمال کرتے ہیں، قدما متکلمین نے بھی علم عقیدہ میں اسے دلیل کے طور پر بیان کیا ہے دلیل کو

صحیح شکل میں بیان کرنے سے پہلے حدوث و قدم کی معنی ذہن نشین کرلیں

حدوث : خُرُوجُ الشَّیْئِ مِنَ الْعَدْمِ اِلَی الْوُجُوْدِ( کسی چیز کا عدم سے وجود کی طرف نکلنا ) دوسرے الفاظ میں مَایُسْبِقُه الْعَدَمُ ( جسے کبھی عدم لاحق ہوا ہو ) (19)

قدم : جس پر کبھی عدم طاری نہ ہوا ہو

دلیل کی شکل :

اس دلیل میں مقدمہ صغریٰ میں کائنات کے حادث ہونے کی بات خودسائنس میں مسلَّم ہے علم کونیات کے اعتبار سے 13 ارب 7000 سات ہزار سال پہلے کائنات وجود میں آئی۔

صغریٰ پر اعتراض : اگر کوئی ملحد کہے کہ ہم کائنات کو ازلی مانتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے ؟

جواب : آپ ڈینامیکا حراریہ (Thermodynamica) کے قانون کارنو (Carnot) کے ذریعے اس اعتراض کو رد کر سکتے ہیں اس طرح سے کہ قانون کارنو ہے جو جسم دوسرے جسموں سے زیادہ گرمی رکھنے والے ہیں ان سے گرمی کم گرمی رکھنے والے جسموں کی طرف منتقل ہوتی ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اسی بنیاد پر اگر کائنات کو ازلی مانا جائے یعنی کہ کائنات گذشتہ زمانہ میں بغیر کسی انتہا کے موجود ہے تو اس وقت ہم یہاں پر موجود نہ ہوتے کیونکہ یہ کائنات کافی زمانہ

پہلے ہی گرمی کے درجۂ صفر میں پہونچنے کی وجہ سے ختم ہو گئی ہوتی۔

اعتراض کے جواب پر اعتراض : ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ گرمی کے نقل و حرکت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا بلکہ اس گرمی کی چال کسی خلل کی بنیاد پر رک گئی لہٰذا اب کائنات موجود ہے۔

رد : ایسے اعتراض کرنے والے خود ہی اپنی جھال میں پھنستے ہیں اس کے جواب میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ یہ خلل کہ جس کی بنیاد پر گرمی کے منتقل ہونے کا یہ سلسلہ رکا ہے یا تو یہ خلل خود کائنات ہی ہوگا یا اس سے خارج کوئی اور سبب ہوگا کیونکہ ملحد و مومن دونوں علت فاعلی کے قائل ہیں اور یہ مسلم قاعدہ کلیہ ہے اب اعتراض کرنے والا پہلی صورت کو ہی پسند کرے گا کیونکہ دوسری صورت پر وہ یقین نہیں رکھتا

لہٰذا وہ کائنات کو ہی اس خلل و رکاوٹ کا سبب قرار دے گا اور یہ ناممکن ہے کہ چیز خود سبب و مسبّب دونوں ہو آپ اسے یوں سمجھیں کہ آپ کسی کالج میں ہائی اسکول کے مکمل کرنے کے بعد داخلہ لینا چاہتے ہیں جس وقت آپ داخلے کی درخواست کریں تب ذمہ دار آپ سے کالج کی سرٹیفکٹ طلب کرے کہ اگر آپ کالج میں داخلہ چاہتے ہیں تو آپ کو کالج سے فارغ ہونا ضروری ہے یقینًا یہ بات آپ کو ناممکن لگے گی، لہٰذا اب اس خلل و رکاوٹ کا سبب خود کائنات کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا، تو ضروری طور پر دوسری صورت کو ہی اس رکاوٹ کا سبب ماننا پڑے گا یعنی کائنات کے باہر کوئی اور سبب ہے جس کی بنیاد پر یہ رکاوٹ ہوئی گویا یہ اسے لاحق ہوا ہے اسے فلسفہ کی اصطلاح میں عرض کہتے ہیں اور قواعد عقلیہ میں ایک مشہور قاعدہ ہے کہ " العَرْضِي لَا بُدَّ اَنْ يَعُودَ اِلى الذَّاتِي وَ الذَّاتِي لَا يُفَسَّرُ

بِغَیْرِہ ''

عرضی کا ذاتی کی طرف لوٹنا ضروری ہے اور ذاتی کی تفسیر ذاتی ہی سے کی جائے گی ، اب کائنات پر جو گرمی کے منتقل ہونے کا سلسلہ جاری ہوا وہ کائنات کے اعراض میں سے ہے یا ذاتیات میں سے ؟ ظاہر ہے کہ اسے ذاتیات میں سے قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ذاتیات کا جدا ہونا ناممکن ہے اور آپ نے اسے جدا ظاہر کر دیا لہٰذا وہ عرض ہے جو غیر متناہی زمانے میں اسے لاحق ہوا تھا پھر کسی خلل کے سبب جدا ہو گیا اور جو عرض ہو اسکا ذاتی کی طرف لوٹنا ضروری ہے لہٰذا وہ آخر کار کسی ذاتی کی طرف لوٹے گا اور وہ امر ذاتی جو کائنات سے الگ ہے اس کوئنات کو وجود دینے والا اور پیدا کرنے والا ہے اسی کو مومنین اللہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

* * *

# فصل سوم

## سائنس اور دین کے درمیان تعلق

ملحدین بڑے اهتمام و فخر سے اس بات کو پھیلانے میں رات دن ایک کر دیتے ہیں کہ الحاد کی طرف ہماری پہونچ سائنس اور ٹکنالوجی کی بنیاد پر ہوئی ہے اور میڈیا کے ذریعے عوام اور سادھا ذہن لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

میں نے اس موضوع کی گہرائی تک پہونچنے کی کوشش کی جس سے چند باتیں کھل کر سامنے آئیں۔

اولاً : ٹکنالوجی کی بحث کا موضوع وہ چیزیں بنتی ہیں جن پر تجربہ کیا جانا ممکن ہو، جن کو دیکھا یا چھوا یا محسوس کیا جاسکے اور دینی معاملات مثال کے طور پر اللہ کا وجود اور نبی و رسول کے متعلق باتیں وغیرہ ان پر تجربہ نہیں کیا جاسکتا اس لیے اسے ٹکنالوجی اور سائنس کے خلاف قرار دینا عقل سے پرے کی بات ہے۔

ثانیا: میرے سامنے ان علما اور سائنسدانوں کی لمبی فہرست ہے جو کسی پروردگار اور پالنہار پر نہ صرف ایمان و یقین رکھتے ہیں بلکہ دینی رسم ورواج بھی انجام دیتے ہیں

نیچے دی گئی لینک سے آپ بھی ان کے نام پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.people-press.org/22009/07/09/section-4-scientists-politics-and-religion/

ثالثًا: سائنس الحاد کی طرف دعوت دینے کے بجائے ایمان اور وجود الٰہی کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے جیسا کہ آپ نے دلیل تصمیم ذکی میں ملاحظہ کیا۔

رابعا: اگر ہم اس معاملے کو علمی طریقہ پر دیکھنا چاہیں تو اس طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت ہمارے سامنے تین امور ہیں

(ا) علم (۲) دین (۳) ان دونوں کے درمیان رابطہ

ان تینوں امور کو الگ الگ کرکے ہر ایک کی تحقیق کرنے کے بعد حقیقت بالکل کھل کر سامنے آجائے گی۔

(ا) علم کی تعریفوں کی ایک لمبی فہرست ہے لیکن ان تعریفوں میں غور و فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کئ تعریفیں الفاظ میں ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن معنی و مفہوم کے لحاظ سے ایک ہی ہیں لہٰذا علم کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ

" العِلْمُ هُوَإِنْكِشَافُ صُورَةِ الْمَعْلُومِ وَ جِلَاؤُهَاإِنْكِشَافًا وَّجِلَاءً مُطَابِقَيْنِ لِلْوَاقِعِ عَنْ دَلِيْلٍ "

علم کہتے ہیں کہ معلوم کی کا بالکل کھل کر سامنے آنا اور واضح ہونا اس طور پر کہ زمینی واقع کے عین مطابق ہو دلیل کے قائم ہونے کے ساتھ۔

اس تعریف میں تمام قسم کے معلومات داخل ہیں اور علم اپنی تمام شاخوں اور قسموں کے ساتھ شامل ہے نظری ہو یا بدیھی، عقلی یا تجربی۔

(۲) دین : دین کے لغوی معنی سے بحث ہمارا موضوع نہیں اور اصطلاحی معنی میں کئی ایک تعریفیں علما ادیان نے بیان کی ہیں ہم یہاں پر بھی ایسی تعریف لکھتے ہیں جو اکثر تعریفات کے اہم حصوں کو شامل ہو۔

"دین کہتے ہیں ایک بلند و عظیم ذات کے وجود پر یقین رکھنا جو تمام کمال و بلندی کی صفتوں کو شامل ہو جس کی بنیاد پر وہ ساری کائنات و موجودات سے الگ ہے اور اس ذات کے سامنے رضا، خوشنودی اور اپنے اختیار سے جھکنا اور اس ذات کے بتائے ہوئے طریقہ پر زندگی گزارنا یہاں تک کہ عقیدہ میں حقیقت اور سلوک واخلاق میں بھلائی تک وصول (پہونچ)

ہو جائے"

یہ دین کی تعریف ہے جس میں میں نے اکثر تعریفات کے اہم اور ضروری حصوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۳) علم اور دین کے درمیان رابطہ : علم و دین کے درمیان کبھی جھگڑا رہا ہی نہیں ہے عصر جدید میں انسانی سوسائٹی جن مصیبتوں اور تکلیفوں سے دوچار ہو رہی ہے ان میں سے ایک بہت ہی بڑی مصیبت ایسی آواز کا بلند ہونا ہے جو علم و سائنس کے درمیان جھگڑے اور ایک دوسرے کی ضد کا دعویٰ کرتی ہے اس دعوے کے دو اہم سبب ہیں جن کی وجہ سے یہ فکر پھیل رہی ہے۔

(۱) خواہشات نفسانیہ سے بھرپور تعصب جو اپنے نفع و فائدہ کے لئے عقل پر پردہ ڈالدیتا ہے۔

(۲) بے وقوف و جاہل لوگوں کا غلط استعمال جو کبھی مال و

دولت کے خوبصورت خواب دکھا کر کیا جاتا ہے اور کبھی بے پردگی اور بد اخلاقی میں ڈوبا کر کیا جاتا ہے اگر یہ دو باتیں نہ ہوتیں تو علم (سائنس) و دین کے درمیان لڑائی کی گفتگو جنم ہی نہ لیتی۔

جب ہم علم و دین کے درمیان میں رابطہ کی علمی تحلیل کرتے ہیں تو چار امور سامنے آتے ہیں۔

(۱) علم کو اختیار کرکے دین کو چھوڑ دیا جائے۔

(۲) دین کو اختیار کرکے علم کو چھوڑ دیا جائے۔

(۳) دین و علم دونوں کو باقی رکھتے ہوئے دین کو علم کا خادم بنا دیا جائے۔

(۴) دین و علم دونوں کو باقی رکھ کر علم کو دین کا خادم و مددگار بنا دیا جائے۔

پہلی جانب کہ علم کو باقی رکھ کر دین کو چھوڑ دیا جائے اس

طرح کی آواز یورپ میں کئی فلاسفہ و عقلمندوں نے بلند کی جس کی حمایت مشرق کے نام نہاد مغربی ذہنیت رکھنے والے ہمارے لوگوں نے کی، لیکن اگر اسے سچائی اور حقیقت کا چہرا دے دیا جائے تو لوگ نفسانی خواہشات کی پیروی میں بہت ڈوب جائیں گے اور عالم انسانی بربادی کے رستے چل بسے گا۔

دوسری جانب کہ دین کو باقی رکھکر علم کو چھوڑ دیا جائے اس رائے کی حمایت عالم اسلامی میں ہم نے کبھی نہیں سنی اور نہ ہی دین اسلام اسے جائز رکھتا ہے، ہاں عصور ظلام میں یورپ میں اس پر تجربہ ضرور کیا گیا ہے لیکن ناکامی و ناکامرانی کے علاوہ نتیجہ اور کچھ نہیں ہے۔

تیسری جانب کہ دونوں کو باقی رکھ کر دین کو علم کا خادم بنا دیا جائے، کچھ ہمارے طبقہ کے ناسمجھ لوگوں نے اس کا تجربہ کیا

لیکن اس تجربے میں ناکامی ہی ان کا مقدر رہی کیونکہ اسلام ایک آسمانی مذہب ہے جس کی کتاب قرآن مقدس کسی بھی قسم کی تبدیلی سے پاک و صاف ہے اور یہ کوئی ٹکنالوجی کی کتاب نہیں اگرچہ اس میں ٹکنالوجی کے متعلق کچھ باتوں کی طرف اشارہ ہے جسے سائنسی معجزہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، اگر ہم دین کو علم کا خادم بنادیں تو رہن سہن میں اور زیادہ فساد پیدا ہو جائے گا لہذا اس رائے کو رد کیا جانا چاہیئے۔

چوتھی اور آخری جانب کہ دونوں کو باقی رکھ کر علم کو دین کا خادم بنایا جائے، اس جانب عالم اسلام نے کئی صدیوں تک تجربہ کیا اور اس تجربہ کی کامیابی کو ساری دنیا نے دیکھا لہذا اسے ہی قبول کیا جانا چاہیئے (20)

اس طور پر علم و دین کے درمیان رابطہ کے واضح ہو جانے کے بعد اب کوئی عقلمند اس بات کا دعوی نہیں کرسکتا کہ علم

(سائنس) نے ملحدین کو الحاد کی طرف دعوت دی ہے۔

* * *

# فصل چہارم

## الحاد اعداد کی زنداں میں

جب ہم گنتی و تعداد شماری کے نتیجے سامنے رکھتے ہیں تو الحاد و ملحدین کی اصل تعداد تک پہونچنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن سروے کی بنیاد پر ملحدین کی تعداد ہم تک پہونچتی ہے اکثر وہ سروے سرکاری کاغذات و دفاتر کے ذریعے کئے جاتے ہیں وہیں کتنے ملحدین ایسے ہیں جو اپنی پہچان اور اصلی فکر دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔

سوشیل میڈیا کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے داڑھی اور اسلامی شکل و صورت رکھنے والے الحاد کے پھندے میں پھنسا دیے گئے ہیں نیز کتنی برقع پہننے والی ہماری خواتین صرف برقع وحجاب سے ہی نہیں بلکہ خود مذہب اسلام سے نفرت و بے زاری ظاہر کر رہی ہیں۔

امریکہ کے پیو ریسرچ Pew Research کے مطابق دنیا میں عیسائیت و اسلام کے بعد تیسرے نمبر پر الحاد ہے 2012 تک کئے جانے والے سروے کے مطابق دنیا میں 84% مذہب و دین کے ماننے والے ہیں جبکہ 13.6% ملحد اور مذہب سے نفرت کرنے والا طبقہ ہے جن میں 11 ارب لوگ ہیں اور عرب میں 0.02% جن کی تعداد 21 لاکھ ہے، چین کے باشندوں میں سے 52% ملحد ہیں اور شمال کوریا کی مکمل آبادی میں 71% آبادی ملحدین کی ہے۔[21]

ہندوستان میں الحاد کا پھیلاؤ پچھلے عرصے میں کافی ہوا ہے خاص طور سے ہندو مذہب کے ماننے والے الحاد کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

ہندوستان میں الحاد کے پھیلنے کے سبب پر بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے لیکن ہندوستان کی آبادی میں تقریبا 4% ملحدین کی

بستی ہے جو ایک بڑی تعداد ہے۔[22]

* * *

# خاتمہ

ان سطور کے اخیر میں میں اپنے بزرگوں اور اکابر سے مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ اس جانب توجہ دیں اور خانہ جنگی اور خاندانی اختلافات سے پرے واقع کا مطالعہ کریں تاکہ اس فتنے کی سرکوبی کی جاسکے، ہم نے تکفیر و تفسیق کی بازار میں سب سے زیادہ خرید و فروخت کر لی ہے اب ہماری جماعت کے قائدین ور رہنما اسلام کے انتشار پر بھی توجہ دیں۔ آپسی اختلافات سے نکل کر اب الحاد و ایمان پر بحث کریں اور جدید علوم حاصل کرنے والے ہمارے نوجوانوں سے روبرو گفتگو کریں ان کے ذہنوں میں جو مستشرقین نے اعتراضات و شبہات پیدا کئے ہیں سنجیدگی سے انکے جوابات دیں۔

ہمارے جلسہ و جلوس میں ہو رہی نعرہ بازی اور شور و غوغہ سے بھرپور تقریروں کی جگہ اب قرآن و سنت اور دوسرے علوم

انسانیہ کے ذریعہ اپنی عوام اور پڑھے لکھے طبقے کو مطمئن کریں۔

الحاد کے موضوع پر الگ الگ زبانوں میں کتابیں اور رسالے لکھ کر چھاپے جائیں اور لوگوں کے درمیان بانٹ کرکے دین متین کی حفاظت کی جائے۔

علما اہلسنت میں اردن کے شیخ سعید فودہ اور ابوظبی میں مقیم داعئ اسلام شیخ حبیب علی جفری اور ڈاکٹر عدنان ابراہیم و شیخ طہ حبیشی حفظھم اللہ تعالی ان سب کے اس جانب پیش قدمیاں روشن مستقبل کی طرف اشارہ کررہی ہیں۔

* * *

حواشی:

(ا) : یہ مذہب فلسفی ہے جسکے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ ہر چیز کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بنایا گیا ہے اگر ہم ان چھوٹے ٹکڑوں کو بانٹنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اور انہیں ٹکڑوں کو ذرات کہتے ہیں

(2) : تاج العروس ، علامہ زبیدی ، ج1 ص 2253

(3) : الصحاح فی اللغہ ، امام جوہری ، ج2 ص 135

(4) : یورپ میں چھٹی صدی سے لیکر تیرہویں صدی تک کے زمانے کو عصور ظلام اور عصور وسطیٰ کہا جاتا ہے

(5) : من تاریخ الالحاد فی الاسلام ، ڈاکٹر عبد الرحمٰن بدوی ، ص 32

(6) : مذہب مانویہ : یہ مذہب ثنائی ہے یعنی اس مذہب کے ماننے والے روشنی اور اندھیرے کے ازلی اور قدیم ہونے کے

قائل ہیں، مانی بن حکیم فاتک نے اس مذہب کی بنیاد رکھی اور یہ سابور بن اردشیر کے زمانے میں تھا یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد، مزید تفصیل کے لیے امام شہرستانی کی الملل و النحل ص 198 کا مطالعہ کریں

(7): من تاریخ الالحاد فی الاسلام، ڈاکٹر عبد الرحمٰن بدوی، ص 33

(8): المعجم الفلسفی، مجمع اللغۃ العربیۃ 1403، ص 20

(9): Atheism A very short introduction، جولین بگینی، ص 7

(10): لماذا انا ملحد، اسماعیل احمد ادہم، ص 8، دار النشر الالکترونی

(11): جمہوریۃ افلاطون ص 349

(12): مطرقۃ البرہان و زجاج الالحاد ، ڈاکٹر عدنان ابراہیم ، ص 12

(13) : :علیت : سبب اور مسبّب کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو علیت کہتے ہیں انگریزی زبان میں اس کے ہم معنٰی لفظ Causality ہے

(14): : علت فاعلی : کسی اثر یا چیز کے پیدا ہونے کا وہ سبب جس کے فعل سے وہ چیز وجود میں آئے جیسے ٹیبل کے بناوٹ میں بڑھئی علت فاعلی ہے کیونکہ اسی کی فعل (بناوٹ) کی وجہ سے ٹیبل وجود میں آئی

(15): اس نظریہ کی تفصیل کے لئے اس لینک کو پڑھیں

http://en.m.wikipedia.org/wiki/Big_Bang

(16) : : علت غائیہ : اس سبب کو کہتے ہیں جس سبب کے لیے کسی چیز کو وجود دیا گیا ہو جیسے ٹیبل کہ اسے کتابیں رکھ کر پڑھنے کے لیے بنایا گیا ہے لہٰذا یہ ٹیبل کی علت غائیہ ہے

(17): قیاس مع الفارق: قیاس جب ہمیں کسی حکم شریعت کی علت (سبب) معلوم ہو جائے تو وہی علت دوسری چیزوں میں پائی جائے جس کا حکم شریعت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہو تو دونوں کے درمیان میں علتوں کے ایک ہونے کے سبب حکم بھی ایک لگایا جائے گا اسے قیاس کہتے ہیں ، لیکن اگر دونوں کی علتیں الگ الگ ہوں اور کوئی ان دونوں پر ایک ہی حکم لگائے تو یہ قیاس مع الفارق ہے (جس میں فرع کے حکم کی علت اصل کی علت سے مختلف ہو )

(18): دراصل یہ چھ اعتراضات ہیں جسے برٹرانڈ راسل نے

ذکر کیا ہے

(19): المعجم الفلسفی، مجمع اللغۃ العربیۃ 1403، ص 64

(20): التیارات والمذاہب المعاصرۃ تحلیل وردود، شیخ طہ دسوقی حبیشی، ص 82

(21):

http://www.alarabiya.net/articles/2012/12/19/255962.html

(22): http://www.jagranjosh.com/curren-taffairs/global-andex-of-religion-and-atheists-increased-on-global-leval-1369644886-1

(نماز مومن کی معراج ہے)

رسالہ کے اہم موضوعات
● کب سے شروع ہوا خدائی کا انکار
● کیا خدا کے وجود پر سائنسی دلائل بھی ہیں
● دنیا کی ابتداء: قانون کارنو کے ذریعے
● آخر کار کیوں خدائی کا انکار
● دنیا کے ملحدین کا نقشہ
● اس جانب علماء اسلام کی ذمہ داریاں
مدرسہ برکات مصطفیٰ کی جیلانی ہاسٹل کا خوشنما منظر